Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵/۴۰	اتوار ۱۷ شوال ۱۴۱۰ھ، ۱۳ ہجرت ۱۳۶۹ہش، ۱۳ مئی ۱۹۹۰ء	نمبر ۱۰۷

غیبی تائیدات کے نمونے

جشن تشکر کے سال میں حاصل ہونے والی کامیابیوں کے ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

"اس کثرت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوئیں اور اس کثرت سے جماعت کی ادنیٰ کوششوں کو فضل کے پھل لگے کہ اس کا بیان انسان کے لئے ممکن نہیں، ہر سطح پر جماعت کے بڑوں اور چھوٹوں نے خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور غیبی تائیدات کے نمونے دیکھے اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت کے ایمان کو نئی تقویت اور نئی زندگی ملی"

(الفضل ۵ اپریل ۱۹۹۰ء ص۱)

ارشاداتِ عالیہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"علاج وہی ہے جو خدا تعالیٰ اندر ہی اندر کر دیتا ہے جو ڈاکٹر کہتا ہے کہ یہ علاج یقینی ہے وہ اپنے مرتبہ اور حیثیت سے آگے بڑھ کر قدم رکھتا ہے۔ بقراط نے لکھا ہے کہ میرے پاس ایک دفعہ ایک بیمار آیا۔ میں نے بعد دیکھنے حالات کے حکم لگایا کہ یہ ایک ہفتہ کے بعد مر جائے گا۔ تیس سال کے بعد میں نے اس کو زندہ پایا۔

بعض ادویہ کو بعض طبائع کے ساتھ مناسبت ہوتی ہے۔ اسی بیماری میں ایک کے واسطے ایک دوا مفید پڑتی ہے اور دوسرے کے واسطے ضرر رساں ہوتی ہے۔ جب بُرے دن ہوں تو مرض سمجھ میں نہیں آتا۔ اور اگر مرض سمجھ میں آجائے تو پھر علاج نہیں سوجھتا۔"

(ملفوظات جلد ہفتم ص۳۸۳)

"صحابہ بھی بیوی بچوں والے تھے اور سلسلہ بیماری اور موت فوت کا بھی ان کے درمیان جاری تھا۔ لیکن ان میں ہم کوئی ایسی شکایات نہیں سُنتے جیسے کہ اس زمانہ کے بعض نادان شکایت کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ دنیا کی محبّت کو طلاق دے چکے تھے۔ وہ ہر وقت مرنے کے لئے تیار تھے تو پھر بیوی بچوں کی ان کو کیا پروا تھی۔ وہ ایسے امور کے واسطے کبھی دعائیں نہ کرواتے تھے اور اسی واسطے ان میں کبھی ایسی شکائتیں بھی نہ پیدا ہوتی تھیں۔ وہ دین کی راہ میں اپنے آپ کو قربان کر چکے ہوئے تھے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم ص۳۹۰)

دِل خدا تعالیٰ کی محبّت کیلئے بنایا گیا ہے

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"گناہ کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ پیدا ہی اس وقت ہوتا ہے، جب دل کے اندر شیطان کے وسوسہ ڈالنے کی وجہ سے غیر اللہ کی محبّت پیدا ہو جاتی ہے اور غیر اللہ کی محبت دنیا میں ہزاروں شکلوں میں ظاہر ہوتی ہے کبھی بچوں کی محبت غلو اختیار کر جاتی ہے۔ کبھی اموال کی محبت اپنی حدود کے اندر نہیں رہتی۔ کبھی رشتہ داری کی پیچ ہوتی ہے کبھی قومی فخر نیکیوں کے رستہ میں حائل ہو جاتا ہے۔ اور کبھی انسان اپنی بُری عادتوں کو چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہوتا۔ یہ سب چیزیں ایک ایسی محبت سے تعلق رکھتی ہیں جو خدا تعالیٰ کی محبت نہیں کہلاتی۔ بلکہ غیر اللہ کی محبت کے نام سے اسے یاد کیا جا سکتا ہے، اور یہ غیر اللہ کی محبت آہستہ آہستہ دلوں پر قبضہ کر لیتی ہے، پہلے ایک غلطی ہوتی ہے۔ پھر دوسری پھر تیسری، اسی طرح ایک کے بعد دوسری غلطی ان سے ہوتی رہتی ہے اور وہ دل جو خدا تعالیٰ کی محبّت کے لئے بنایا گیا تھا۔ اور وہ دماغ جس میں خدا تعالیٰ کی محبت کے سوا کسی اور کی محبت کی کوئی جگہ نہیں ہونی چاہیئے تھی وہ غیر اللہ کی محبت میں بُری طرح پھنس جاتا ہے۔"

(خطاب حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) ۲۵ مارچ ۱۹۶۶ء)

حضرت امام جماعت کے حالیہ خطبہ کی روشنی میں لقاء حاصل کرنے کی کوشش کیجیے۔

خصوصی درخواستِ دعا

محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ بنت حضرت فضل عمر رقم فرماتی ہیں

"عزیزہ اسماء طاہرہ بیگم عزیزم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد کا پیٹ کا آپریشن بروز جمعہ مورخہ ۱۱ مئی کو محترم پروفیسر ڈاکٹر وسیم احمد صاحب نے عمر ہسپتال لاہور میں کیا ہے، آپریشن اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہوگیا ہے۔ عزیزہ کی جلد کامل شفایابی کیلئے بزرگانِ سلسلہ اور جملہ احباب جماعت کی خدمت میں دعاؤں کی خصوصی درخواست ہے،

مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد تحریر فرماتے ہیں۔

"احباب جماعت کی خدمت میں نہایت خوشی سے یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ محترم پروفیسر محمد اقبال صاحب آف بازید خیل پشاور نے ڈیڑھ سال سے کم مدت میں امریکہ کی پنسلوانیا یونیورسٹی سے ایجوکیشنل ایڈمنسٹریشن اور پلاننگ میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کر کے ایک نیا ریکارڈ قائم کیا ہے۔

محترم پروفیسر صاحب موصوف جماعت کے دیرینہ اور سرگرم رکن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جماعت کی علمی خدمات کی بھی توفیق بخشی ہے۔ آپ اس وقت تک قرآنِ کریم کے پشتو ترجمہ کے علاوہ متعدد کتب سلسلہ کا بھی پشتو زبان میں ترجمہ کر چکے ہیں۔

احباب سے ان کی دینی و دنیاوی ترقیات اور مزید خدماتِ دینیہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس، ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی، ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۳، ہجرت ۱۳۶۹ ہش ۱۳، مئی ۱۹۹۰ء

نصیحت کرتے رہیئے

عام طور پر تو یہی کہا جاتا ہے کہ جو نیکی آپ خود نہیں کر رہے اس کی دوسروں کو تلقین کرنے سے کیا فائدہ۔ پہلے خود اچھا کام کیجئے اور پھر دوسروں سے کہیئے کہ وہ بھی کریں۔ منطقی طور پر یہ بات لگتی بھی ٹھیک ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بعض مثالیں بھی پیش کی جاتی ہیں۔ ایک بڑی عام سی مثال تو حضرت عبدالقادر جیلانی کی پیش کرتے ہیں کہ کوئی عورت ان کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میرے بیٹے کو نصیحت کیجئے کہ گڑ کھانا چھوڑ دے۔ آپ نے فرمایا۔ اگلے ہفتے آنا۔ اگلے ہفتہ وہ عورت پھر حضرت کے پاس گئی تو انہوں نے بچے سے پیار کرتے ہوئے اسے نصیحت کی کہ وہ گڑ کھانا چھوڑ دے۔ عورت حیران ہوئی اور پوچھا کہ یہ بات تو آپ گذشتہ ہفتہ بھی کہہ سکتے تھے۔ آپ نے مجھے دوبارہ آنے کیلئے کیوں کہا۔ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے خود گڑ کھانے کی عادت تھی۔ میں نے سوچا پہلے خود گڑ کھانا چھوڑ دوں تو پھر اس بچے کو نصیحت کروں۔ واقعہ اصل میں کیا تھا اس سے غرض نہیں ہے۔ مقصود یہ بتلانا ہے کہ عام طور پر یہی سمجھا اور کہا جاتا ہے کہ جو اچھا کام آپ خود نہیں کر رہے اس کی دوسروں کو تلقین کرنے کا کیا فائدہ۔

منطقی طور پر تو یہ بات درست ہوگی لیکن ساری کی ساری زندگی ۔ اور زندگی کے سارے پہلو منطق ہی سے نہیں رہنمائی حاصل کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اچھی باتیں کہتے ہی رہنا چاہیئے۔ چاہے خود ان باتوں پر عمل کر رہے ہوں یا نہ کر رہے ہوں۔ جس بات کے متعلق حتمی طور پر یقین ہو کہ وہ اچھی ہے اس کا ذکر کرتے رہنا چاہیئے اور اس پر عملدرآمد کیلئے دوسروں کو نصیحت جاری رکھنی چاہیئے قدرت ثانیہ کے مظہر اوّل (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی رہے اور آپ کے درجات بلند فرماتا رہے) فرماتے ہیں

"دوسروں کو ہر روز نصیحت کرو۔ اس سے تین فائدے ہوتے ہیں۔ اوّل خدا کے نہی عن المنکر کی تعمیل ہوتی ہے۔ دوسرے ممکن ہے کہ جس کو نصیحت کی جائے اس کو نیک کاموں کی توفیق ملے تیسرے جب انسان اپنے نفس کو مخاطب کرتا ہے تو اس کو شرم آتی ہے اور اسکی بھی اصلاح ہوتی ہے۔"

پس حضور کے اس ارشاد سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نیکیوں کا ذکر اور نیکیوں کی نصیحت کرتے ہی رہنا چاہیئے۔ اس طرح دوسروں کی بھی اصلاح کا امکان ہوتا ہے۔ اور اس سے اپنی بھی اصلاح کا ذریعہ پیدا ہو جاتا ہے۔

چاروں شانے چت ہو جائے جھوٹ نہ اُٹھنے پائے
آؤ ہم سب زور لگائیں، اپنے ہوں کہ پرائے
دُور اُفق پر ایک کرن ہے یا ہے سچ کا تارہ
اس دنیا سے مٹنے والے ہیں اب دھندلے سائے

ابوالاقبال

اپنا بھی تو اس شہرِ ستم میں کوئی گھر ہو
جس کی نہ کوئی چھت ہو نہ دیوار نہ دَر ہو

ہر روز ملاقات ہو بیداد گروں سے
ہر لمحہ وفا اپنی محبت کی سپر ہو

ہو لُطف و عنایات کی بارش سحر و شام
یہ بات الگ ہے کہ باندازِ دگر ہو

معمور رہیں جلووں سے اوقات ہمارے
ہو شام کہ تاریکیٔ شب ہو کہ سحر ہو

روشن رہے قندیل کی لَو غم کے جُلو میں
ہر آن تصوّر میں نیا ذوقِ نظر ہو

وہ نام و نسب پر جو کریں فخر، بجا ہے
دامن میں ہمارے تو فقط ایک ہُنر ہو

کہتے ہیں خطا بخش ہے وہ ذاتِ ہمہ گیر
ہم بھی تو گنہگار ہیں ہم پر بھی نظر ہو

آنکھوں کو کھُلی رکھ کے بھی بینا نہ ہوئے ہم
شائد کہ یہی طبع کی تیزی کا اثر ہو

وہ ساتھ نہ لے جائیں تو یہ اُنکی رضا ہے
لیکن وہ نہ ہوں ساتھ تو پھر کیسا سفر ہو

مَیں دھوپ کا رسیا ہوں نسیم ان کو بتا دو
ہونا ہے مری راہ میں تو بے پتہ شجر ہو

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون سین

یہ ہالینڈ ہے

ہالینڈ ایک چھوٹا سا ملک ہے لیکن کہتے ہیں کہ نوجوان سیاحوں کے لئے اس میں بہت سی دلچسپیاں موجود ہیں جنہیں وہ جس طرح چاہیں انتخاب کر کے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ ایمسٹرڈیم ساحل سمندر سے ایک گھنٹے کے سفر کے فاصلے پر ہے جب کہ ہیگ تو تقریباً ساحل سمندر پر ہی ہے۔ چونکہ یہاں بہت سے آبی مقامات ہیں۔ اس لئے آبی کھیلوں کے مواقع بھی زیادہ ہیں مثلاً وہاں پر خاص ٹرپس (TRIPS) کا انتظام کیا جاتا ہے۔ جن کا سارا سفر پانی ہی میں طے کرنا ہوتا ہے۔ چونکہ ایسے سفری گروہ اکثر مصروفِ عمل رہتے ہیں۔ اس لئے وہاں جانے والا جب چاہے ان میں شمولیت اختیار کر سکتا ہے۔ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ ہالینڈ چپٹی زمین پر واقع ہے اور وہاں پہاڑیوں کی عدم موجودگی کی وجہ سے کوہ پیمائی تو نہیں کی جا سکتی لیکن سائیکلنگ کے بہت اچھے مواقع ہیں اور متعدد مقامات ایسے ہیں جہاں سائیکل کرایہ پر لی جا سکتی ہے جہاں تک پارکوں کا تعلق ہے بعض تفریحی پارکیں ہیں۔ بعض کسی خاص موضوع کے ساتھ تعلق رکھنے والی اور بعض وائلڈ لائف پارکیں ہیں اور یہ چیزیں سارے ملک میں پھیلی ہوئی ہیں۔ سال بھر کوئی نہ کوئی تقریب ہوتی ہی رہتی ہے اور انفرادی طور پر انسان اپنے ذوق کے مطابق ان تقاریب میں سے جس تقریب کو چاہے انتخاب کر کے اس میں حصہ لے سکتا ہے کچھ عوامی تقریبات ہیں۔ کچھ پھولوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور کچھ ثقافت اور کھیلوں سے۔ بعض مقامات پر نمائشیں بھی لگتی ہیں جن میں مختلف النوع اقسام کی چیزیں دیکھنے اور خریدنے کو ملتی ہیں۔ اس وقت بھی وہاں پر بعض تقریبات منعقد ہونے والی ہیں۔ ۱۳ مئی کو سائیکل کی دوڑ ہوگی۔ اسی طرح بعض ایسے میلے ہیں جن میں خصوصیت کے ساتھ مختلف قسم کے گانے گائے جائیں گے۔ اور مختلف سازینے بجائے جائیں گے۔ لیکن سب سے پہلا سوال جو کسی کے ذہن میں آ سکتا ہے کہ ہالینڈ کس طرح پہنچا جائے اور جب آپ وہاں پہنچ ہی گئے ہیں تو اندرونِ ملک کس طرح سفر کیا جائے۔ جہاں تک اندرونِ ملک سفر کا تعلق ہے علاقائی بسیں اور ریل گاڑیاں اتنی کثیر تعداد میں موجود ہیں کہ کبھی کسی کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ بس یا ریل گاڑی مل نہیں رہی یا اس طرح اس کا وقت ضائع ہو رہا ہے کیونکہ فاصلے زیادہ ہیں اس سے بھی سیاحوں کو مختلف چیزوں کو دیکھنے کے زیادہ مواقع ملتے ہیں۔ بس سے اگر سفر کیا جائے۔ بس، ٹریم، یا علاقائی اور مقامی ٹرانسپورٹ سے۔ تو اس کے لئے آپ ایک سٹرپ ٹکٹ خرید سکتے ہیں ایسا کرنے کے لئے ہالینڈ کو مختلف علاقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اور سب علاقے ایک ہی جتنی رقم میں خاص فاصلہ تک لے جاتے ہیں۔ عام طور پر ہر ٹکٹ کے بیس ٹکڑے کئے جا سکتے ہیں۔ اور یہ بس سٹیشنوں یا ریلوے سٹیشنوں پر خریدے جا سکتے ہیں۔ جہاں تک کھانے، پینے اور سونے کا تعلق ہے۔ ہالینڈ میں شب بسری کی کئی سرائے موجود ہیں۔ وہاں پر بڑے بڑے کمروں میں کئی لوگوں کو چارپائیاں مل جاتی ہیں اور آرام سے رات بسر کر لیتے ہیں۔ ان کے علاوہ نوجوانوں کے لئے ہوسٹل بھی موجود ہیں۔ کیمپنگ کے علاقوں میں نہایت سستی رہائش دستیاب ہو جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہالینڈ والے کہتے ہیں کہ خاصی کم رقم میں آپ کو خاصی اچھی شب بسری کی جگہیں مل سکتی ہیں جہاں کھانے کا بھی انتظام ہوتا ہے۔ ہالینڈ میں کم قیمت پر خوراک حاصل کرنے کے بھی مواقع موجود ہیں۔ گاؤں میں سنیک بار یا سنیک مشین موجود ہیں جہاں سے آپ کم قیمت میں تھوڑا بہت کھانا اپنی ضرورت کے مطابق خرید سکتے ہیں۔ وہاں کے کیفے اور طلباء ریسٹورانٹ نہایت اچھے ہیں جہاں خوراک سستی ملتی ہے۔ چینیوں نے بھی متعدد مقامات پر اپنے ریسٹورانٹ کھولے ہوئے ہیں اور اسی طرح اطالوی لوگوں نے بھی۔ یہاں پر کافی (COFFEE) اور سنیکس کا انتظام ہوتا ہے۔

ہالینڈ کا ذکر ہو رہا ہے تو اس کے دو تین اہم شہروں کا ذکر بھی ہو جائے کہتے ہیں کہ ایمسٹرڈیم دنیا کا جادو کا مرکز ہے۔ بہت سے نوجوان وہاں جاتے تو چند روز کے لئے ہیں لیکن خاصا لمبا عرصہ ٹھہرتے ہیں۔ یہ شہر بہت بڑے شہروں کی تمام خصوصیات کا حامل ہے۔ سارے یورپ میں اسے ایک اہم ثقافتی مرکز مانا جاتا ہے ہر روز تقریباً ۳۰ تقریبات ہوتی ہیں اور سیاح اپنی مرضی سے ان کا انتخاب کر کے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی ہوٹل میں آپ ٹھہریں اور وہاں نہانے کا انتظام نہ ہو تو ہوٹل سے تھوڑے ہی فاصلے پر آپ کو ایک پبلک حمام مل جائے گا جو خاصا صاف ستھرا ہوگا۔ اور کم خرچ بھی۔ ایسا کیجئے کہ گلیوں کا ایک نقشہ ہاتھ میں لیجئے اور چھوٹی چھوٹی نہروں کے ساتھ گھوم پھر کر نظاروں کا لطف اٹھائیے۔ فاصلے بھی کم ہیں۔ اور اگر آپ کے پاس سائیکل ہو تو فاصلے اور بھی کم لگنے لگیں گے۔ اگر آپ نہروں کا لطف اٹھانا چاہتے ہیں تو پانی کے بائیسکل جن میں سے ہر بائیسکل دو یا چار افراد کے لئے ہو سکتا ہے کرایہ پر لیجئے اور پانیوں میں خوب گھومیئے کہتے ہیں یہی نہریں شہر کو خوبصورتی بخشتی ہیں ایمسٹرڈیم کے قریب ہی چھوٹے چھوٹے گاؤں ہیں۔ جن کی اپنی ذاتی خصوصیات ہیں۔

ہیگ ملک کا دارالخلافہ ہے اور یہاں بہت سی عمارتیں قابل دید ہیں شاہراہیں کھلی ہیں اور خرید و فروخت کے لئے خاص گلیاں ہیں۔

بیچز (بیچز) یعنی ساحل سمندر کا مزا لینے کے لئے ہیگ مواقع فراہم کرتا ہے۔ ہیگ میں پارلیمنٹ بلڈنگ ہے پیس پیلس ہے جو عالمی عدالت انصاف کا مرکز ہے۔ بہت سے عجائب گھر ہیں وہاں ایک ایسا عجائب گھر بھی ہے جس میں پرانے زمانے میں اذیت دیئے جانے والے اوزار رکھے ہوئے ہیں۔ یہ شہر بالکل ملک کے تقریباً وسط میں واقع ہے۔ ہالینڈ کے کسی قدر مغربی حصے ہیگ میں بھی سائیکلنگ کا بہت رواج ہے۔ اور مختلف دکانوں سے سائیکلیں کرایہ پر لی جا سکتی ہیں۔

روٹرڈیم کے متعلق یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ یہ دنیا میں سب سے بڑی بندرگاہ ہے۔ اور یہ شہر تقریباً سارے کا سارا بندرگاہ پر کام کرنے والوں ہی کی رہائش گاہ ہے۔ یہاں سے ملک کے مختلف علاقوں میں آسانی سے جایا جا سکتا ہے۔

ایک اور شہر اُتریخت کہتے ہیں جب ہالینڈ کا ملک اپنے آغاز میں ہی تھا تو یہ شہر موجود تھا۔ رومیوں نے اس کی بنیاد رکھی۔ اور عیسائی بشپوں نے اس کو توسیع دی یہ شہر بہت عرصہ پہلے سے ثقافتی مرکز ہے۔ اور پرانی یادیں اب بھی یہاں تازہ کی جا سکتی ہیں۔ اس شہر کو عجائب گھروں کا شہر بھی کہا جاتا ہے اور ان عجائب گھروں میں بہت پرانی پرانی اشیاء دیکھنے کو ملتی ہیں۔ ریل گاڑیوں کا ایک عجائب گھر ہے۔ اس طرح ایک عجائب گھر گانے بجانے میں کام آنے والے سازوں کے مجموعوں کا ہے۔ اس میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ شہر کے اردگرد کسی حد تک جنگلات اور جھیلیں بھی لوگوں کی خاص دلچسپی کا باعث ہیں ملک کے تمام حصوں کو اس شہر سے ملانے کے لئے ٹرانسپورٹ کا بہت اچھا انتظام ہے۔ کیونکہ یہ شہر بالکل ملک کے وسطی حصہ میں واقع ہے۔ اور اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ یہ شہر ہالینڈ کا سب سے اہم ریلوے جنکشن ہے جہاں سے ہر طرف کے لئے گاڑیاں مل جاتی ہیں۔

مہذّب ڈاکو

ہم سمجھتے ہیں کہ تہذیب و تمدن کے فروغ سے اخلاقیات کو بھی فروغ ملنا چاہیئے۔ لیکن آج کل مغربی ممالک میں اسکے خلاف ہو رہا ہے۔ جن ممالک کو ہم ترقی یافتہ کہتے ہیں اور تہذیب و تمدن میں دوسروں کے لئے مشعل بردار، وہاں اخلاقیات کی گراوٹ کا کچھ یہ عالم ہو گیا ہے کہ نیویارک کو آجکل ڈاکوؤں کا دارالخلافہ کہا جاتا ہے۔ اس سے پہلے یہ "اعزاز" ڈیٹرائٹ کے پاس تھا۔ لیکن اب نیویارک ڈیٹرائٹ سے بھی آگے نکل گیا ہے ۱۹۸۹ء میں نیویارک میں لوٹ مار کے ۱۲۷۱ کیس ہر ایک لاکھ کی آبادی میں ہوئے۔ ڈیٹرائٹ میں ۱۰۹۵ تھے۔ اور واشنگٹن ان دونوں سے پیچھے تھا وہاں ۱۰۵۵ تھے۔ گذشتہ سال نیویارک میں ایسے واقعات کی تعداد ۹۳۳۷۷ تھی۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ ہر ۶ منٹ میں وہاں پر ایک لوٹ مار کا واقعہ ہوتا تھا۔ اور یہ گذشتہ سال سے ۸ فیصد زیادہ ہے اس میں کیا شک ہے کہ انہی واقعات کی بنا پر لوگوں نے زیادہ بندوقیں حاصل کیں اور گولی سے بچانے والی واسکٹیں حاصل کیں اور محافظ مقرر کئے۔ اگر امریکہ کے دس بڑے شہر لوٹ مار کے سلسلے میں ترتیب وار رکھے جائیں تو بالٹی مور (۱۰۴۳)، نیو اورلینز (۱۰۱۳)، بوسٹن (۱۰۱۱)، ڈیلاس (۹۲۸) لاس اینجلس (۹۱۳)، کلیولینڈ (۷۴۳) اور سان فرانسسکو (۶۶۴) ہیں یہ اعداد و شمار ۱۹۸۹ء کے ہیں اور گذشتہ روز الیف بی آئی نے صحافیوں کو دیئے ہیں۔ واشنگٹن میں قتل سب سے زیادہ ہوکے اور نیویارک کہتے ہیں کہ اس دفعہ نویں نمبر پر رہا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملک ناصر الدین خان

حضرت ڈاکٹر محمد طفیل خان صاحب

کچھ دن قبل جب میں نے الفضل میں 'یادِ رفتگان' کے سلسلے میں جناب مولانا سلطان محمود انور صاحب کے مضمون میں اپنے والد صاحب کا ذکر پڑھا تو میرے دل میں بھی اپنے والد صاحب کی یاد چٹکیاں لینے لگ گئی۔ اور میں نے یہ سوچا کہ میرا یہ فرض بنتا ہے کہ ہدیۂ عقیدت کے طور پر ان کی زندگی کے بارے میں کچھ یادداشتیں جمع کروں کہ والد صاحب کو رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔

والد صاحب اوائل عمر ہی سے عبادت گزار، دعاگو اور ہمدرد شخص تھے۔ مجھے آپ کی قبولیتِ احمدیت کا سن اور تاریخ تو یاد نہیں لیکن بہرحال جب آپ نے ملازمت شروع کی تو آپ احمدیت قبول کر چکے تھے۔ آپ نے اپنی ملازمت کا آغاز A.L.D.E. ہائی سکول سے کیا جو کہ ایک عیسائی سکول تھا اور اس کا پرنسپل ایک انگریز تھا۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر نے بھی A.L.D.E. سکول میں ملازمت اختیار کی۔ ملازمت کے دوران جب انہوں نے حضرت اباجی کی انتظامی صلاحیتوں کو جانچا کہ کس طرح نظم کے ساتھ ساتھ ان کا تربیت کا طریق بھی احسن ہے تو انہوں نے ان کو تیار کر لیا کہ وہ بٹالہ سے قادیان آجائیں۔ جس پر انہوں نے عمل کیا اور اپنی بقیہ تمام زندگی وہیں گزار دی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ قادیان میں حضرت والد صاحب کے مکان کے ساتھ ہی حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر نے بھی اپنا مکان بنوایا۔ آپ کے مکان کے دوسری طرف حضرت میاں شریف احمد صاحب کی کوٹھی تھی۔ کبھی آپ اور کبھی آپ کے اہلِ خانہ بھی آپ کے گھر میں رونق افروز ہوتے تھے۔

حضرت والد صاحب بٹالہ کے متمول ککے زئی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ بٹالہ سے قادیان تک ابھی ریل گاڑی نہیں چلی تھی اس لئے خاندان حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے افراد کو آپ کے مکان پر رہائش کا موقع ملتا رہا۔ مرزا مظفر احمد صاحب اور مرزا اظفر احمد صاحب میٹرک کے امتحان کے دوران وہاں ہی ٹھہرے تھے۔

سلسلہ کے اکثر جید علماء آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ اور انہیں یہ فخر حاصل ہے کہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (خدا آپ سے راضی ہو) قدرتِ ثانیہ کے مظہر الثالث بھی ان میں شامل تھے۔

والد صاحب ایک اعلیٰ درجے کے معالج تھے۔ علم طب پر آپ کو بہت مہارت حاصل تھی۔ آپ دوا کے ساتھ ساتھ مریض کے لئے دعائیں جاری رکھتے۔ آپ کو بچوں کے امراض کا ماہر جانا جاتا تھا اور بچے آپ کے علاج سے بفضلِ خدا بہت جلد شفایاب ہو جاتے تھے۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر ایک مرتبہ یکدم بیمار ہو گئے۔ ان کا بخار بہت تیز تھا۔ والد صاحب نے کچھ دوا دی اور ساتھ پاؤں پر کدو کا مساج کرنے کو کہا۔ اور خود بھی ان کے پاؤں کا مساج کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مولانا کا بخار چند منٹ میں ہی کم ہو گیا۔

رات ہو یا دن آپ فوراً مریض کو دیکھنے کے لئے جاتے تھے۔ اور دوا تجویز کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ دوائیاں مریض کی دسترس سے باہر اور مہنگی نہ ہوں۔

حضرت فضلِ عمر کی آخری شادی کے موقع پر ولیمے کے کارڈ کے نیچے آپ کا نام بھی درج تھا ولیمے کے دوران میں بھی والد صاحب کے ہمراہ تھا۔ مجھے یاد ہے کہ حضور نے والد صاحب کے ساتھ خوشی کا اظہار کیا تھا۔ حضرت فضلِ عمر (خدا آپ سے خوش ہو) نے والد صاحب کی درخواست پر میرے نکاح کا اعلان صبح دس بجے فرمایا تھا اور نہایت لطیف خطبہ دیا تھا۔ حالانکہ عموماً اعلان نکاح نماز وغیرہ کے بعد ہی کیا جاتا ہے۔ حضرت والد صاحب کی درخواست شاید اس وجہ سے قبول فرمائی گئی کہ میرے خسر جناب ملک غلام احمد صاحب (مالک فلور ملز قصور) کے ساتھ بہت سارے معززین غیر از جماعت نکاح کے واسطے آئے ہوئے تھے۔ میرے ولیمے کے موقع پر والد صاحب کے عرض کرنے پر حضرت فضلِ عمر نے بیماری کی وجہ سے فرمایا کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) اور مرزا شریف احمد صاحب (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) آجائیں گے۔ مگر حضرت فضلِ عمر نے احسان فرمایا کہ اس موقع پر چند اصحاب کے ساتھ بنفسِ نفیس خود تشریف لے آئے۔

جناب والد صاحب بڑے دعاگو بزرگ تھے۔ رات کو سونے سے پہلے بھی وہ دعا میں مشغول ہوتے۔ بیت النور میں نماز سے بہت پہلے چلے جاتے تھے۔ آپ بیت النور میں سالہا سال تک امامت کراتے رہے۔

آپ کی والدہ محترمہ اللہ رکھی صاحبہ ۱۹۱۳ء میں آپ کے پاس قادیان میں تشریف لے آئیں۔ جہاں انہوں نے بیعت کے ساتھ وصیت بھی کر دی۔ وصیت کرنے کے چند ماہ بعد ہی وہ فوت ہو گئیں۔ آپ کو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے قدموں میں چہار دیواری کے باہر پہلی لائن میں مدفون ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔

حضرت والد صاحب، ان کی بیگم غلام فاطمہ، دو بیٹے اعجاز الحق صاحب، اختر احمد صاحب اور آپ کے داماد ڈاکٹر عبد القادر صاحب (سابق ایم ایس سول ہسپتال فیصل آباد)، حضرت والد صاحب کے ساتھ بہشتی مقبرہ میں دفن ہیں۔ چھوٹا بھائی صالح احمد عام قبرستان ربوہ میں مدفون ہیں۔

یادِ رفتگان

منصور احمد

محترم چوہدری شریف احمد صاحب کاہلوں آف حیدرآباد

میرے پیارے ابا جان چوہدری شریف احمد صاحب کاہلوں ۱۹۱۷ء میں چک چھور ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد چوہدری سردار خان صاحب گاؤں کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے ابا جان نے ۱۹۳۴ء میں سانگلہ ہل سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور اسی سال سندھ آ گئے پھر وفات تک یہیں مقیم رہے۔ زندگی بھر مختلف جماعتی ذمہ داریوں کو بڑے احسن رنگ میں نبھایا۔ دنیاوی کاروبار کے سلسلے میں ابتلاؤں کا ایک لمبا زمانہ دیکھا۔ لیکن صبر و رضا کا دامن کبھی نہیں چھوڑا۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہمیشہ یہی نظارہ دیکھا کہ رات کا پچھلا حصہ خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو کر گذار دیتے تھے۔ نظام (امامت) سے وابستگی بہت گہری تھی۔ جوانی میں ایک دفعہ بہت سخت بیمار ہو گئے تو قدرتِ ثانیہ کے دوسرے مظہر (اللہ تعالیٰ ان سے ہمیشہ راضی رہے) نے دعا کی اور ہدایت فرمائی کہ ان کو ہومیوپیتھی علاج کی غرض سے کراچی لے جایا جائے۔ چنانچہ حضور کے ارشاد کی تعمیل کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے چند دنوں میں صحت عطا فرمائی۔ اس بیماری کے دوران حضور نے یہ ہدایت بھی فرمائی کہ تولیہ سر پر رکھا کریں چنانچہ اسکے بعد ساری عمر آپ کا یہ طریق رہا کہ جب بھی گھر سے باہر جاتے تو تولیہ سر پر ضرور رکھتے۔

مہمان نوازی کا وصف بہت نمایاں تھا جب اپنے زرعی فارم پر مقیم تھے ایسا دن شاذ ہی آتا تھا جب ہمارے ہاں مہمان نہ ہوں عزیزوں اور دوستوں سے ہمیشہ خلوص اور محبت کا سلوک کرتے خاص طور پر ہماری والدہ کے والدین کو اپنے والدین کی طرح سمجھا اور ان کے بہن بھائیوں سے اپنے بہن بھائیوں جیسا سلوک کیا۔ زندگی میں اگر کسی سے تکلیف پہنچی تو اسکا ذکر نہ خود کرنا پسند کرتے اور نہ ہمیں اس کی اجازت دیتے اللہ تعالیٰ پر توکل بہت زیادہ تھا۔ ایک لمبا عرصہ کاروبار میں نقصان اٹھانا پڑا لیکن اس سے نہ تو دعاؤں میں کمی آئی اور نہ کوششوں میں کوئی کسر اٹھا رکھی۔ اللہ تعالیٰ کا سلوک بھی آپ سے ایسا تھا کہ ایسے کام جن کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی محض اپنے فضل سے کر دیئے۔

گھریلو زندگی بہت خوشگوار تھی ہماری والدہ سے ان کا سلوک ہمیشہ مثالی رہا ہماری تعلیم و تربیت میں بھی ہمیشہ گہری دلچسپی لیتے رہے انہوں نے زندگی کا ایک بڑا حصہ محض اس لئے گھر سے دور گذار دیا کہ ہماری تعلیم کیلئے وسائل مہیا ہو سکیں۔

وفات سے چند ماہ قبل اپنے بعض خوابوں کی بنا پر ذکر فرمایا کہ اب میں نے چلے جانا ہے اور میں نے کسی پر بوجھ نہیں

باقی صفحہ ۶ کالم ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد انعام الحق رگل

سبز مکانی کا اثر

(GREEN HOUSE EFFECT)

گذشتہ چند دہائیوں سے کرۂ ارض پر بہت سی تبدیلیاں وقوع پذیر ہو رہی ہیں۔ ان تبدیلیوں میں سب سے نمایاں تبدیلی دنیا کے موسموں میں تبدیلی ہے۔ موسم شدید سے شدید تر ہوتے جا رہے ہیں۔ پچھلے وقتوں میں تمام موسم معین اوقات میں ظہور پذیر ہوتے تھے جب کہ آج کل موسموں میں بے یقینی کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ بے وقت کی سردیاں، گرمیاں اور بے موسمی برسات عام معمولات بنتے جا رہے ہیں یہ سب آخر کیوں ہو رہا ہے؟

ان ساری تبدیلیوں کی بنیادی وجہ فضا میں آنے والی تبدیلی ہے۔ فضا کی تبدیلی سے ہماری مراد فضا میں ان عناصر کی شمولیت ہے جو کہ فضا کے لئے ناموزوں ہیں۔ یہ عناصر فضا میں تیزی سے شامل ہو کر فضائی آلودگی کا باعث بن رہے ہیں یہ فضائی آلودگی کرۂ ارض پر کچھ خاص اثرات مرتب کر رہی ہے۔ ان اثرات میں مندرجہ ذیل اہم ہیں۔

(ا) سبز مکانی اثر (GREEN HOUSE EFFECT)

(ب) کرۂ ارض کے درجۂ حرارت میں اضافہ۔

(ج) اوزون (OZONE) گیس کے ذخائر میں کمی۔

(د) تیزابی بارش (ACID RAIN)

آج سبز مکانی اثر کے بارے میں کچھ تفصیلات پیش کی جا رہی ہیں۔

آپ میں سے بہت سوں نے ایسے سبز مکان یا گرین ہاؤس کے متعلق پڑھا یا سنا ہو گا جہاں پر وہ پودے اگائے جاتے ہیں۔ جنہیں ایک مخصوص درجۂ حرارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ سبز مکان شیشے کا ایک چوکور یا مستطیل کمرہ سا ہوتا ہے۔ جو کہ درجۂ حرارت ایک خاص حد تک رکھنے میں ممد ثابت ہوتا ہے۔ اس میں حرارت سورج کی روشنی سے حاصل کی جاتی ہے۔ سبز مکان یا گرین ہاؤس کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ اس میں لگا ہوا شیشہ سورج کی روشنی کو اندر تو جانے دیتا ہے لیکن اندر کی حرارت اس میں سے باہر نہیں نکل سکتی۔ اس طرح اندر کا درجہ حرارت بڑھ تو سکتا ہے مگر کم نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ اس میں حرارت کو پہنچنے سے روکا نہ جائے۔ یہ سارا عمل سائنس کی اصطلاح میں سبز مکانی اثر کہلاتا ہے اور اس کی مدد سے گرین ہاؤس میں درجہ حرارت مطلوبہ معیار تک رکھا جا سکتا ہے۔

آج کل ہمارا مسکن زمین بھی ایک ایسے ہی عمل کے زیر اثر ہے اور جس طرح سبز مکانی میں درجہ حرارت بڑھ تو سکتا ہے کم نہیں ہوتا بعینہٖ زمین کا درجۂ حرارت بڑھ رہا ہے اور اس کے کم ہونے کے امکانات کم ہیں۔ درجۂ حرارت میں یہی اضافہ موسموں میں تغیر کا باعث ہے۔

زمین پر سبز مکانی اثر کرۂ ہوائی میں موجود چند گیسوں کی مقدار میں اضافے کے باعث ہے یہ گیسیں سبز مکان کے شیشے کے طور پر کام کر رہی ہیں اور زمین کی سطح سے آنے والی حرارت کو جذب کر کے درجۂ حرارت میں اضافہ کر رہی ہیں۔ تاہم یہ گیسیں سورج کی روشنی کو زمین پر پہنچنے سے نہیں روکتی بلکہ زمین سے خارج شدہ حرارت کو واپس زمین پر بھیج دیتی ہیں۔ اور یوں زمین کے درجۂ حرارت میں اضافے کا باعث بن رہی ہیں۔ ان گیسوں میں کاربن ڈائی آکسائیڈ سرفہرست ہے۔

عام حالات میں کرۂ ہوائی میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی ایک معین مقدار (۰٫۰۳٪) پائی جاتی ہے۔ یہ گیس جانداروں کے سانس لینے کے عمل کے دوران پیدا ہوتی اور خارج ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کاربن مرکبات (لکڑی، کوئلہ، گیس، پٹرول وغیرہ) کے جلنے کے عمل میں بھی یہ پیدا ہوتی ہے۔ اس کے استعمال کنندگان میں پودے سرفہرست ہیں۔ جو ضیائی تالیف کے دوران اسے استعمال کرتے ہیں۔ سمندر کا پانی بھی کاربن ڈائی آکسائیڈ کی ایک خاص مقدار (۴۶ فی صد) اپنے اندر جذب کر لیتا ہے اور اس طرح کاربن ڈائی آکسائیڈ کی فضا میں موجود مقدار تقریباً مستقل رہتی ہے۔ لیکن گذشتہ چند دہائیوں سے فضا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے جس نے قدرتی ایکو سسٹم میں اس کی اہمیت خاصی بڑھا دی ہے۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار میں یہ اضافہ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر ہوا ہے۔

(ا) کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار میں اضافے کی بنیادی وجہ ہماری ترقی یافتہ دنیا میں کاربن مرکبات کا بطور ایندھن استعمال ہے۔ یہ استعمال بے تحاشہ اور بغیر سوچے سمجھے ہے اور اس کی وجہ سے کاربن ڈائی آکسائیڈ کی ایک کثیر مقدار روز فضا میں شامل ہو رہی ہے۔ تمام صنعتیں تمام ذرائع آمد و رفت وغیرہ میں کاربن مرکبات بطور ایندھن استعمال ہو رہے ہیں۔ ان تمام سے خارج ہونے والا دھواں وغیرہ کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار میں روز افزوں اضافہ کر رہا ہے۔ یہ تمام کاربن ڈائی آکسائیڈ کرۂ ہوائی میں جمع ہوتی جا رہی ہے۔

(ب) کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار میں اضافے کی دوسری وجہ اس کے قدرتی استعمال کنندہ یعنی درخت کا دنیا سے تیزی سے ناپید ہونا ہے۔ آج کل جنگلات تیزی سے کاٹے جا رہے ہیں۔ نئے جنگلات لگانے کی طرف رجحان کم ہے۔ جس کی وجہ سے کاربن ڈائی آکسائیڈ کا ضیائی تالیف کے دوران استعمال کم ہو رہا ہے جو کہ فضا میں اس کے اضافہ کا باعث ہے۔

(ج) جدید تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ سمندر کا پانی جو کبھی ۴۶ فی صد کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کر لیتا تھا اب صرف ۳۰-۲۵ فی صد کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کر رہا ہے اور اس طرح کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار میں کثیر اضافے کا موجب ہے۔

کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار میں یہ اضافہ فضا میں ایک کثیف تہہ کی شکل اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اور زمین کے گرد ایک خول سا بنا رہا ہے۔ یہ خول سبز مکان کے شیشے کی طرح، سورج کی روشنی کو تو گزرنے دیتا ہے مگر سطح زمین سے اٹھنے والی حرارت کو واپس کر دیتا ہے یوں یہ خول زمین پر دو طرح سے درجۂ حرارت میں اضافہ کر رہا ہے۔

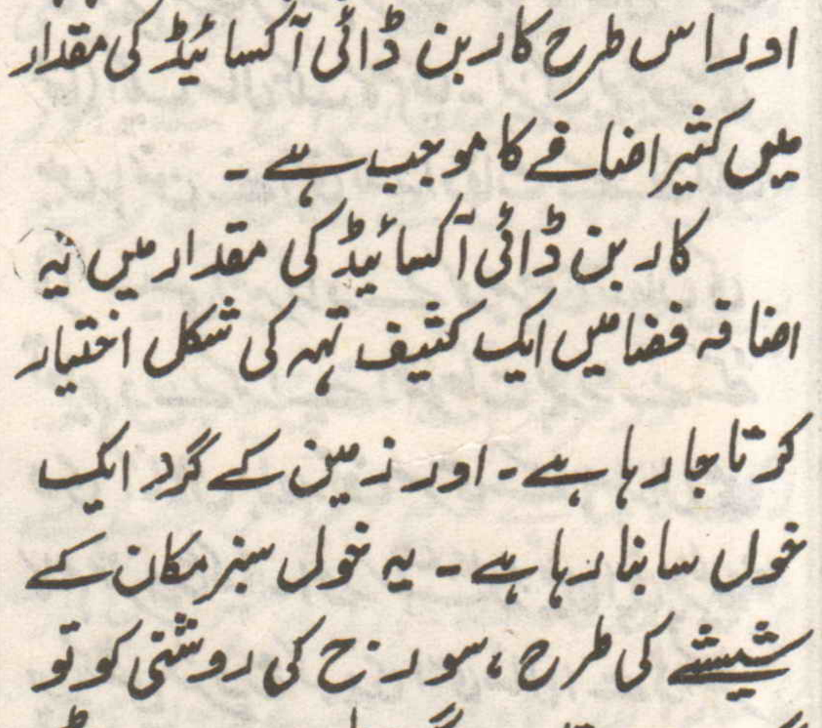

تصویر
سبز مکانی اثر اور کاربن ڈائی آکسائیڈ

نمبر ایک سورج کی روشنی کی وجہ سے اور نمبر دو وہ حرارت جو خول کی وجہ سے واپس سطح زمین کی طرف لوٹ آتی ہے اور یوں درجہ حرارت میں دوہرا اضافہ ہو رہا ہے۔

زمین پر سبز مکانی اثر کے سلسلے میں دوسری اہم گیسوں میں میتھین، نائٹرس آکسائیڈ اور کلورو فلورو کاربن شامل ہیں۔

میتھین

یہ گیس فضا میں معمولی مقدار میں پائی جاتی ہے۔ یہ گیس کاربن ڈائی آکسائیڈ سے تین گنا زیادہ رفتار سے بڑھ رہی ہے۔ اس کے خاص ماخذ وہ بیکٹیریا ہیں۔ جو سانس لینے کے عمل کے دوران آکسیجن استعمال نہیں کرتے۔ یہ بیکٹیریا اس عمل میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کے ساتھ ساتھ میتھین خارج کرتے ہیں۔ یہ بیکٹیریا کروڑوں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں اور ان کا خاص مقام نشیبی علاقے، ایسی فصلیں جن میں ہر وقت پانی کھڑا رہتا ہے مثلاً چاول اور سبزی خور جانوروں کے معدے ہیں۔ جہاں یہ غذا کے انہضام میں مدد دیتے ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ دنیا میں پائے جانے والے ۱٫۲ بلین پالتو جانور تقریباً ۵۴۶۳، ملین میٹرک ٹن میتھین سالانہ پیدا کر رہے ہیں۔

نائٹرس آکسائیڈ

اس گیس میں اضافے کی سب سے بڑی وجہ زراعت میں کیمیاوی مرکبات مثلاً جراثیم کش ادویات اور کھادوں کا استعمال ہے۔ جو کہ روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اس کی دوسری وجہ کاربن مرکبات کا جلانا ہے جس سے نائٹرس آکسائیڈ کی خاصی مقدار فضا میں شامل ہو جاتی ہے۔

کلورو فلورو کاربن (سی۔ ایف سی)

یہ مرکبات صنعت میں وسیع پیمانے پر استعمال ہو رہے ہیں۔ ایئر کنڈیشنر، ریفریجریٹر وغیرہ سے بھی سی ایف سی کی خاصی مقدار فضا میں شامل ہو رہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سی ایف سی مرکبات کاربن ڈائی آکسائیڈ سے ۱۰۰۰۰ گنا زیادہ حرارت جذب کر سکتے ہیں اور ان کی فضا میں موجودگی بھی زیادہ لمبی ہوتی ہے۔

باقی صہ کالم ۱ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شخصیات

ہومیوپیتھی کا بانی

ڈاکٹر فریڈرک سیموئیل ہانیمن

دنیائے طب کے جدید ترین طریقہ علاج "ہومیوپیتھی" کے بانی ڈاکٹر ہانمن کا پورا نام فریڈرک سیموئیل ہانمن کرسچئن تھا وہ ۱۰ اپریل ۱۷۵۵ء کو جرمنی کے ایک چھوٹے سے قصبے میسن میں پیدا ہوا۔ جو جرمنی کے صوبہ سیکسنی میں واقع ہے ان کے والد گوٹفریڈ پیشے کے اعتبار سے فنکار تھے اور ایک مقامی فیکٹری میں چینی کے ظروف پر نقش ونگار بنانے کا کام انجام دیتے تھے۔ جس مکان میں ہانمن پیدا ہوا وہ ایک مختصر سادہ لیکن خوبصورت مکان تھا جو اس کے والد کی پیشہ وارانہ ضروریات کو پورا کرنے کیلئے کافی تھا۔ طب کے آسمان کا درخشندہ ستارہ اسی مکان میں رات کے وقت پیدا ہوا۔ جب کچھ ہوش سنبھالا تو اس کے والد نے اپنی مالی مجبوریوں کے پیش نظر ہانمن کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا لیکن ہانمن کی طبع تعلیم کی طرف متوجہ تھی اس نے ۱۲ برس کی عمر میں پہلی دفعہ سکول دیکھا تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ یہ میسن کے لاطینی سکول میں داخل ہو گیا اور جلد ہی اپنے ساتھیوں میں نمبر لے گیا۔ ہانمن کو بچپن ہی سے پھولوں اور جڑی بوٹیوں سے محبت تھی اور وہ اکثر اپنے والد کے ساتھ دور دراز سے نقاشی کے لئے پھول اور بوٹیاں لے کر آیا کرتا تھا۔

سکول میں ہانمن نے جن مضامین میں خصوصی دلچسپی لی ان میں ریاضی اور جیومیٹری کے علاوہ نباتات بھی شامل تھیں ایک وقت ایسا آیا کہ مالی مجبوریوں کے پیش نظر ہانمن کو سکول کو خیر باد کہنا پڑا اور وہ اپنے باپ کے ساتھ کام کرنے لگ گیا۔ ہانمن کے والد گوٹفریڈ ہانمن چینی کے برتنوں پر جس کارخانہ کے لئے ڈیزائن بناتا تھا وہ ڈریسڈن میں واقع تھا اس زمانہ میں برلن کے پایۂ تخت پر شاہ فریڈرک دوئم متمکن تھا شاہی حکام کا عتاب اس کارخانہ پر نازل ہوا اور اس کارخانہ کو بحق سرکار ضبط کر لیا گیا چنانچہ شاہ کے کارندے یہ برتن اٹھا کر لے گئے اور یہاں پر موجود تمام کارندوں کو بھی ساتھ لے گئے اور ان سے جبری مشقت لینے لگے اور ان کے مشاہروں میں بہت زیادہ کمی کر دی گئی۔ اب ہانمن کے گھریلو حالات مزید خراب ہو گئے اور وہ ذہنی طور پر پریشان ہو گیا۔ اب ہانمن کے ذہن میں کوئی ایسا منصوبہ تھا جس سے اس کا ذہنی اور مالی کرب ختم ہو سکے ناسازگار حالات کے باوجود چوری چھپے اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور اپنے دوستوں سے کتابیں مانگ کر پڑھتا رہا اور پھر اپنے والد کے ایک دوست پنساری کی دوکان پر ملازمت اختیار کر لی۔ اگرچہ وہ اس کے ساتھ بڑی شفقت اور مہربانی سے پیش آتا مگر یہ منتقلی قضائے راس نہ آئی اور اس کا باپ اسے دوبارہ حصول علم کے لئے سکول داخل کرانا چاہتا تھا۔ وہ کوئی ظالم باپ نہ تھا مگر حالات نے اسے مجبور کیا ہوا تھا۔ انقطاع تعلیم کے اس حادثہ کا پتہ جب اسکے ہیڈ ماسٹر مسٹر مُلّر کو ہوا تو انہوں نے ہانمن کے والد سے مل کر اسے آمادہ کیا کہ وہ ہانمن کو دوبارہ سکول داخل کرائے تاکہ وہ اپنی فطری صلاحیتوں کو اجاگر کر سکے۔ ہیڈ ماسٹر نے وعدہ کیا کہ وہ ہانمن سے کوئی فیس نہ لیں گے۔ بلکہ اس کی کتب کے اخراجات بھی دیں گے۔ لہٰذا ہانمن نے دوبارہ داخلہ لے لیا اور امتیازی نمبروں سے ہر سال پاس ہوتا رہا۔ سکول کے بعد جب ہانمن جامع پرنسس میں داخل ہوا تو مسٹر ملر بھی تبدیل ہو کر وہیں آ گئے اور انہوں نے اس کی بھرپور امداد کی۔ یہاں سے مزید تعلیم کے لئے ۱۷۷۵ء میں ہانمن لپزگ یونیورسٹی چلا گیا تاکہ ادویات کا مطالعہ کر سکے ۱۷۷۶ء میں میڈیسن کی اعلیٰ ترین تعلیم حاصل کی اور پھر ۱۷۷۷ء میں مزید تعلیم کے لئے رینا یونیورسٹی کا رخ کیا۔ اور جوزف فرائن کی زیر نگرانی (جو شہزادی ماریا کا معالج خصوصی تھا) ایک سال تک کام کیا۔ لپزگ یونیورسٹی میں ہانمن نے اپنی گذر اوقات کے لئے ایک فرانسیسی امیرزادے کو جرمن زبان کی تعلیم دے کر اپنے اخراجات پورے کئے وی آنا میں برادر آف مرسی کے ہسپتال میں کام شروع کیا۔ اور ۱۷۷۹ء میں اپنی پرائیویٹ پریکٹس شروع کر دی اسی سال اسے ڈاکٹر آف میڈیسن کی اعلیٰ ترین ڈگری ملی۔

۱۷۸۰ء میں ہانمن نے اپنی عملی معالجانہ زندگی کا آغاز کان کنوں کے ایک چھوٹے سے قصبے ہیٹ سٹڈٹ سے کیا اور ساتھ ہی دھاتوں کے علم کا مطالعہ بھی کرتا رہا ایک سال بعد اس کا تبادلہ ڈیساؤ کر دیا گیا یہاں اس نے امور فارمیسی میں رہائش اختیار کی اور یہاں کیمسٹری کا مطالعہ کیا۔ امور فارمیسی کے مالک ہرمہیلر کی لڑکی ہانمن کے بہت قریب ہو گئی اور ڈاکٹر ہانمن کی نسبت مس ہنریٹ سے طے پا گئی دو سال بعد انہوں نے شادی کر لی اور گومرن میں اپنی بیوی کے ساتھ پریکٹس شروع کر دی۔ مگر نافہ مستیوں نے یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ ۱۷۸۴ء میں ڈریسڈن چلا گیا اور پریشان حالی کے باوجود اپنی پہلی تصنیف "پرانے زخموں اور ناسوروں کے علاج کا طریقہ" شائع کر دی۔ اور پھر پارے اور سنکھیا کے خواص پر کام شروع کر دیا ۱۷۸۶ء میں "آرسنک کا زہر" کتاب شائع کی۔ اور مخالفین کا زور ہو گیا۔ مخالفوں نے اثر رسوخ استعمال کر کے اسے وہاں سے نکلوا دیا اور ہانمن ۱۷۸۹ء میں دوبارہ واپس لپزگ پہنچ گیا اور ایک ادارے میں مترجم کے طور پر کام شروع کر دیا۔ ۱۷۹۰ء میں ڈاکٹر کلن کے میٹریا میڈیکا کا ترجمہ شروع کیا۔ تو یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ باوجود اس کے بہت سی اشیاء کسیلی ذائقہ رکھتی ہیں صرف سنکونا ہی کیوں تپ لرزہ کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ ہانمن نے سنکونا استعمال کی تو اسے بخار ہو گیا۔ جس کی علامات تپ لرزہ کے مطابق تھیں جب اس نے اسے چھوڑا تو تندرست ہو گیا۔ ہانمن نے بار بار آزمائش کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اگر کوئی دوا خام حالت میں صحت مند جسم پر استعمال کی جائے تو وہ اس کے اندر وہی علامات پیدا کرتی ہے جن کی موجودگی میں اس کا استعمال شفا کا باعث ہے"۔ اس کے بعد ہانمن نے یہ تجربات شروع کئے اور ۱۷۹۳ء سے ۱۸۰۱ء تک جرمن کے مختلف علاقوں میں علاج معالجہ کرتا رہا۔

۱۷۹۶ء میں اس نے علاج بالمثل کی تعریف کی اور اسے ایک طبی رسالہ میں جگہ دی اس طرح سے ۱۷۹۶ء میں ہومیوپیتھی کی ابتداء کا سال ثابت ہوا۔ ۱۸۰۱ء میں ایلن برگ میں پریکٹس شروع کی مگر حالات سازگار نہ ہوئے تو ۱۸۰۳ء میں وٹن برگ اور ڈیسو میں پریکٹس شروع کی یہاں ایک سال گذارنے کے بعد حالات سے تنگ آ کر ٹورگا میں چلا گیا جہاں پر ۱۸۰۵ء سے ۱۸۱۱ء تک پریکٹس کرتا رہا اسی دوران ۱۸۰۵ء میں ادویات کے طاقتور اثرات پر مبنی کتاب شائع کی اور گاہے گاہے جرائد میں مضامین دیتا رہا ۱۸۰۶ء میں تجرباتی ادویہ نامی کتاب شائع کی اور اس میں ہومیوپیتھک فلاسفی کو شامل کیا۔ ۱۸۱۱ء میں پھر لپزگ آیا اور یہاں تدریس کے فرائض انجام دینے شروع کر دیئے۔ اور پھر میٹیریا میڈیکا پیورا کی ترتیب و اشاعت چھ جلدوں میں کی ۱۸۲۱ء میں معالج کی حیثیت سے کوتھن چلا گیا۔ اور ڈیوک فرڈیننڈ نے اسے اپنا معالج بنا لیا ۱۸۲۸ء میں اس نے "امراض مزمنہ" شائع کی مگر مخالفین نے اسے کسی کروٹ چین نہ لینے دیا اور ہر طرح سے اسے رنج و آلام میں مبتلا رکھا۔ ہانمن دربدر کی ٹھوکریں کھاتا رہا مگر اپنے ضمیر کی آواز کو نہ دبنے دیا۔ ۱۸۲۹ء میں اس کے مداحین نے مل کر جنرل سوسائٹی فار ہومیوپیتھک فزیشنز قائم کی ۱۸۲۷ء میں اسکی پہلی بیوی کا انتقال ہو گیا اور اسی سال یورپ میں ہیضہ کی وبا نے گھیرا ڈال لیا۔ ہانمن نے اپنی خدمات پیش کیں اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس موذی مرض کا کامیاب علاج کیا اور ۱۸۳۲ء میں دنیا کے قدیم ترین ہومیوپیتھک رسالہ "جنرل ہومیوپیتھک جرنل" کا اجرا ہوا جو اب بھی باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔ ۱۸۳۵ء میں ہانمن نے میلین ہارولی سے دوسری شادی کی اور اسے پیرس جانا پڑا جہاں اس نے طبی خدمات کا آغاز کیا۔ ۱۸۴۳ء میں ۲ جولائی کو ہانمن ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گیا۔ اور اسے ایک غیر معروف قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اس کے مرنے کے بعد اسکے مخالفین نے اسکے افکار کا مطالعہ کیا تو انہیں پتہ چلا کہ وہ صحیح اور سچا تھا۔

۲۱ جون ۱۹۰۰ء کو انٹرنیشنل ہومیوپیتھک کانگریس کے اراکین نے اعلیٰ رسومات کے بعد ۷ ہزار پونڈ کی لاگت سے تیار کردہ مجسمہ نصب کیا جو سکاٹ سرکل لپزگ میں آج بھی ہزاروں لوگوں کی توجہ کا مرکز ہے۔

حکومت پاکستان نے اگرچہ ۱۹۶۵ء میں اس طریقہ علاج کو باقاعدہ طور پر تسلیم کر لیا مگر حکومتی سطح پر اس سلسلہ میں کوئی خاص پیش رفت نہیں ہوئی۔ آج اس غریب الوطن ہانمن کو دنیا بھر کے لاکھوں انسان خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

(امروز ہفت روزہ اشاعت ۱۳ اپریل ۱۹۹۰ء)

بقیہ از ص ۴ سے آگے

بننا۔ میں نے اظہار کیا کہ ایسا نہ کہیں ابھی آپ کی دعاؤں کی بہت ضرورت ہے اس پر فرمایا کہ میری دعائیں آپ کو اور آپ کی اولادوں کو بھی پہنچتی رہیں گی۔ لیکن میری اب تیاری ہے۔ چنانچہ یکم مارچ ۱۹۸۹ء کو مختصر علالت کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

راستے کے آداب کو ملحوظ رکھنا ہم سب کا فرض ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم بشارت احمد باجوہ صاحب آف سو لنگیاں (ڈسکہ) کی والدہ محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ ایک لمبے عرصے سے بیمار ہیں۔

○ مکرم مولانا محمد اسماعیل صاحب منیر کا نواسہ عزیزم مباہل احمد ایک ماہ سے بیمار چلا آرہا ہے۔

○ جماعت احمدیہ پشاور کی ایک نہایت ہی بزرگ اور مخیر خاتون، تحریکِ پاکستان کی پرجوش کارکنہ محترمہ قانتہ بیگم صاحبہ ان دنوں علیل ہیں اور C.M.H پشاور میں زیر علاج ہیں۔

○ مکرم حافظ غلام محی الدین صاحب سابق معلم وقفِ جدید (بوپھال کلاں) آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔

○ مکرم نذیر احمد صاحب اعوان ولد مکرم محمد عظیم صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ بوپھال کلاں بیمار ہیں۔

○ محترمہ امتہ الوہاب ضیاء صاحبہ بیوہ عبد الطیف خان صاحب نصفاحال مقیم مغربی جرمنی کی شوگر کے حملے کی وجہ سے ایک آنکھ ضائع ہو گئی ہے۔ اور ڈاکٹر دوسری آنکھ کو بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

قارئین کی خدمت میں ان تمام مریضوں کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

نمایاں کامیابی

عزیزم سلمان فاروق جنجوعہ ابن مکرم پروفیسر فاروق اللہ جنجوعہ (ملتان) نے میٹرک کے سالانہ امتحان ۱۹۹۰ء میں ۷۳۷/۸۵۰ نمبر لے کر اپنے سکول میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ احباب عزیز کی مزید کامیابیوں کے لئے دعا کریں۔

ختم قرآن

عزیزہ مسرت سلطانہ بنت مکرم لطیف احمد صاحب جاوید ربوہ کی تقریب ختم قرآن مورخہ یکم مئی کو منعقد ہوئی۔ بچوں کے دادا جان مکرم بشیر احمد صاحب سیالکوٹی سیکرٹری مال دار الصدر جنوبی ربوہ نے بچوں سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور اجتماعی دعا کروائی۔ اس تقریب میں کثیر تعداد میں عزیز و اقارب نے شرکت فرمائی۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو نورِ قرآن سے منور فرمائے۔

عزیزم راشد احمد ابن مکرم طاہر احمد صاحب گدو (سندھ) عزیزم نعمان احمد نصیر ابن مکرم نصیر احمد صاحب سیالکوٹی اور

لجنہ کی صدران توجہ فرمائیں

تمام مجالسہائے لجنہ پاکستان کی صدر صاحبات سے ضروری گزارش ہے کہ وہ ہر گذشتہ ماہ کی رپورٹ آئندہ ماہ کی دس تاریخ تک دفتر لجنہ پاکستان میں بھجوا دیا کریں۔ تا حضور کی خدمت میں باقاعدگی سے رپورٹ بھجوائی جا سکے۔

نیز حضور کے خطبہ جمعہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء کی طرف بھی خصوصی توجہ دے کر رپورٹس ارسال فرمائیں۔

صفیہ عزیز
جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ پاکستان

بازیافتہ نقدی

کچھ نقدی نصرت گرلز ہاسکول روڈ محلہ دار الصدر سے ملی ہے۔ جن صاحب کی ہو نشانی بتا کر لے جائیں۔

ظفر احمد اعوان
۱۱/۱۲ دار الصدر غربی الف ربوہ

اعلان ولادت

مکرم طارق احمد صاحب ابن مکرم عبد الاحد صاحب اورنگی ٹاؤن کراچی کو اللہ تعالیٰ نے بیٹی عطا فرمائی ہے جس کا نام دربشہ رکھا گیا ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس بچی کو صحت و درازیٔ عمر عطا فرمائے۔

بقیہ از صفحہ ۵ سے آگے

اندازہ کیا جا رہا ہے کہ یہ گیسیں ۲۰۲۰ء تک زمین پر کاربن ڈائی آکسائیڈ جتنا ہی اثر کریں گی۔

درجہ حرارت میں اضافہ کے باعث کرۂ ارض پر مختلف تبدیلیاں جنم لے رہی ہیں۔ سمندر وسیع ہو رہے ہیں۔ قطبین پر برف پگھل رہی ہے اور سمندر کی سطح بلند ہو رہی ہے۔ ماضی میں سال میں ایک دن شدید ترین گرمی پڑتی تھی لیکن اب تین یا چار دن سال کے شدید گرم دن ہوتے ہیں۔ لندن میں گذشتہ سال ایک دن شدید گرمی پڑی تھی۔ اس کے علاوہ موسم کی شدت میں اضافے کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ گذشتہ سال یورپ میں ستر میل فی گھنٹہ کی رفتار سے آندھیاں چلی تھیں۔

زمین کے درجۂ حرارت میں اضافہ گذشتہ ایک سو برس کے دوران اعشاریہ سات ڈگری سنٹی گریڈ (۰،۷ ڈ) ریکارڈ کیا گیا ہے اور تقریباً اتنا ہی آئندہ صدی میں متوقع ہے جس کی وجہ سے برف پگھلنے سے سطح سمندر میں تین سے چھ فٹ تک بلندی ممکن ہے جس کی وجہ سے کرۂ ارض کے نشیبی علاقے ڈوب جانے کا خدشہ ہے۔

پاکستان میں کراچی کا درجۂ حرارت گذشتہ سو سال کے دوران ایک درجۂ سنٹی گریڈ بڑھ گیا ہے۔ ایسا کراچی میں بڑھتی ہوئی ٹریفک اور صنعت کی وجہ سے ہوا ہے۔ لاہور کا درجۂ حرارت منفی آدھ درجہ سنٹی گریڈ کم ہوا ہے کیونکہ وہاں پر برسات زیادہ ہوتی ہے۔

اس سارے اثر سے بچنے کا کوئی طریقہ بھی آخر ہے یا نہیں۔ دراصل اس سارے مسئلے کا حل خود ہمارے اپنے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح بنی نوع انسان نے اس مسئلے کو پیدا کیا ہے۔ اسی طرح وہ خود اس کا حل ڈھونڈھ سکتا ہے۔ اس سلسلے میں چند گزارشات حسب ذیل ہیں۔

ذرائع آمد و رفت (گاڑیاں، کاریں، بسیں وغیرہ) کا فضا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار میں اضافے میں بڑا ہاتھ ہے ان میں خارج ہونے والا دھواں اس کی مقدار میں روز بروز اضافہ کر رہا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ان گاڑیوں، کاروں اور بسوں میں ایسے انجن لگائے جائیں جو کم سے کم دھواں خارج کریں۔ یا پھر ایندھن بدلا جائے اور ایسا ایندھن استعمال کیا جائے جو دھواں دیتے ہی نہیں۔ اسی طرح تمام گاڑیوں کے انجن درست حالت میں ہوں تاکہ وہ ایندھن کا درست استعمال کر سکیں۔ ترقی یافتہ ممالک میں وہ گاڑی جو زیادہ دھواں دے رہی ہو سڑک پر لانے پر ممانعت ہے۔ اس وقت تقریباً ۴۰۰ ملین گاڑیاں دنیا میں زیر استعمال ہیں اور یہ زمینی درجہ حرارت میں اضافے کا بہت بڑی وجہ ہے۔

سبز مکانی اثر کی دوسری بڑی وجہ صنعت ہے۔ اس سے بچنے کے لئے نئی صنعت کے قیام کے وقت اس کے فضا پر اثرات کا مکمل جائزہ لینا از حد ضروری ہے اور اس میں آلودگی کم کرنے کے تمام طریقے اور ذرائع کا موجود ہونا لازمی قرار دیا جائے۔ اسی طرح پرانی صنعتوں میں آلودگی کی روک تھام کے تمام طرائق روشناس کرائے جائیں تاکہ صنعتی آلودگی سے بچا جا سکے۔

کاربن مرکبات کا بطور ایندھن استعمال کم سے کم کیا جائے تاکہ فضا میں سبز مکانی گیسوں کی مقدار کنٹرول کی جا سکے۔ ان کی بجائے توانائی کے نئے ذرائع تلاش کئے جائیں۔ جن میں نیوکلیائی توانائی اور شمسی توانائی وغیرہ شامل ہیں۔ نیوکلیائی توانائی اگر بہ حفاظت حاصل ہو تو یہ آلودگی کم کر سکتی ہے لیکن اگر کبھی اتفاقاً کسی حادثہ میں یہ فضا میں شامل ہو جائے تو یہ آلودگی کو بہت زیادہ کر سکتی ہے۔ اس لئے اس کی تیاری میں بہت احتیاط چاہیئے فی زمانہ شمسی توانائی ہی تمام مسائل کا حل ہے۔ سائنسدانوں کو اس کے آسان حصول کے طریقے وضع کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔

فضا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار کم کرنے کے لئے اس کے قدرتی استعمال کنندہ یعنی جنگلات میں اضافہ از حد ضروری ہے۔ نہ صرف نئے نئے جنگلات لگائے جائیں بلکہ پرانے جنگلوں کی حفاظت کا پورا بندوبست ہو تاکہ کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار کو کم سے کم کر کے ہم اپنے قدرتی مسکن کو روسٹ ہونے سے بچا سکیں۔

الفضل کو مضمون بھجواتے وقت صاف تحریر کا لحاظ رکھیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقفِ عارضی اصلاحِ نفس کا ذریعہ ہے

قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نے فرمایا

"تحریک وقفِ عارضی کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو لوگ وقفِ عارضی پر جاتے ہیں ان کو اپنے نفس کا بعض پہلوؤں سے محاسبہ کرنا پڑتا ہے۔ جانے سے قبل انہیں اپنی بعض کمزوریوں کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔ اور دعاؤں کی طرف ان کی توجہ مائل ہو جاتی ہے۔ یعنی وقفِ عارضی پر جانے کی جو تیاری ہے اس کا بڑا حصہ یہ ہے کہ وہ دعاؤں کی طرف متوجہ ہوتے اور اپنی دینی معلومات میں اضافہ کرتے یا انہیں تازہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جانے سے پہلے کتب کا زیادہ مطالعہ کرتے ہیں۔ اور کچھ کتب اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں اور اپنی عقلوں اور کمزوریوں پر نگاہ رکھتے ہیں۔ اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ دوسری جگہ جائیں تو لوگوں کے لئے نیک نمونہ بنیں، ان کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں۔ چنانچہ وقفِ عارضی کے وفود نے دعاؤں کی برکات سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ (روزنامہ الفضل ۱۲، فروری ۱۹۷۷ء)

ہفتہ صفائی

تزئین ربوہ کمیٹی کے زیرِ اہتمام مورخہ ۱۸ مئی تا ۲۴ مئی ۱۹۹۰ء ہفتہ صفائی منانے کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ اس ہفتہ میں ربوہ کی عمومی صفائی کے لئے خصوصی کوشش کی جائے۔ تمام صدرانِ محلہ اور ذیلی تنظیموں کے عہدیداران سے درخواست ہے کہ اس ہفتہ صفائی کو کامیاب بنائیں۔ اور گھروں، گلیوں، کھلی جگہوں اور محلوں کی صفائی کو وقارِ عمل کے ذریعہ معیاری بنائیں۔

محلوں میں اس امر کا بھی اہتمام کیا جائے کہ بار بار گندگی کے ڈھیر جمع ہونے کی بجائے مستقل بنیادوں پر صفائی کے معیار کو قائم رکھا جائے۔ DUST BIN یا مخصوص گڑھے ہوں جن میں گند پھینکا جائے اور وقتاً فوقتاً جلا دیا جائے۔

(صدر تزئین کمیٹی ربوہ)

ضرورت ہے

"ہمیں ایسے نوجوان لڑکوں کی ضرورت ہے۔ جن کی عمر کم از کم ۲۵ سال میٹرک پاس ہو۔ اردو کی ہینڈ رائٹنگ اچھی ہو۔ آفس ورک اور سیلز مین کے لئے ضرورت ہے۔"

میاں بھائی اینڈ سنز

۱۰۔ منٹگمری روڈ۔ لاہور

فون:۔ ۲۲۳۳۷۲ ــ ۲۲۳۳۷۳

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ــــ مینجر

ضرورت ہے

ادارہ کو ایک ہمہ وقت چوکیدار کی ضرورت ہے معقول تنخواہ کے علاوہ رہائش کا انتظام موجود ہے۔

احمد برادرز پی آئی اے ربوہ

فون ــــ ۵۵۵

خبریں

ملکی خبریں

○ پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ مسٹر نواز شریف نے وفاق اور پنجاب کے درمیان مصالحت کرنے کی غرض سے وفاقی حکومت کے مقرر کردہ نمائندے وفاقی وزیر مسٹر یوسف رضا گیلانی سے ملاقات کی۔ اس ملاقات کے بعد مسٹر یوسف رضا گیلانی نے بتایا کہ مرکز اور پنجاب کے درمیان بہتر تعلقات کا فارمولا تیار کرنے پر اتفاق رائے ہو گیا ہے تاہم انہوں نے فی الحال اس فارمولے کی تفاصیل بتانے سے گریز کیا۔ انہوں نے کہا کہ ان کی یہ ملاقات جو ماڈل ٹاؤن میں وزیرِ اعلیٰ کی رہائش گاہ پر ہوئی تھی۔ اور ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی تھی بہت کامیاب رہی ملاقات میں دونوں افراد کے علاوہ کوئی تیسرا شریک نہ تھا۔ مسٹر گیلانی نے بتایا کہ اس فارمولے کے بارے میں مسٹر نواز شریف آئی۔ جے۔ آئی کے اراکین سے بات چیت کریں گے۔

○ کراچی میں ایک بار پھر فسادات کی آگ بھڑک اٹھی ہے۔ مختلف واقعات میں ۱۴ افراد ہلاک ہو گئے ہیں کراچی کو ایک بار پھر فوج کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ دہشت گردوں نے گھروں میں گھس کر فائرنگ کی۔

○ پاکستان کا قومی بجٹ تیار کرتے کے اہم مراحل میں دخل دینے کے لئے عالمی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) کا وفد پاکستان پہنچ گیا ہے اس وفد نے وزارت خزانہ میں ڈیرے ڈال لئے ہیں۔ وفد کے اراکین نے حکومت پاکستان کے حکام کے مرتب کردہ بعض اعداد و شمار مسترد کر دئیے ہیں۔

○ بنکنگ کونسل آف پاکستان کی جانب سے بنکوں کو ۲۰ اپوزیشن لیڈروں کے حسابات کی جانچ پڑتال کا حکم دیا گیا ہے۔

○ جھنگ میں ڈپٹی کمشنر آفس کے سامنے فائرنگ ہوئی گڑھ مہاراجہ کے علاقے میں کشیدگی پھیل گئی ہے۔ جھنگ میں مختلف مقامات پر فائرنگ سے تین افراد زخمی ہو گئے۔

غیر ملکی خبریں

○ ہتھیاروں پر تحقیق کرنے والے ادارے کے ایک ماہر نے انکشاف کیا ہے کہ امریکہ کی خفیہ ایجنسی سی آئی اے نے بھارت کو بھاری پانی سمگل کرنے میں اہم کردار ادا کیا یہ پانی ایٹم بم کی تیاری میں استعمال ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لئے مغربی جرمنی جانے والے ایک طیارے کا رخ نئی دہلی کی جانب موڑ دیا گیا تھا۔

○ بھارتی وزیرِ اعظم مسٹر وی پی سنگھ نے الزام لگایا ہے کہ پاکستان ٹینک شکن ہتھیار اور راکٹ کشمیر بھیج رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی فوجیں سرحد کے بالکل قریب آگئی ہیں۔ انہوں نے پاکستان کے ساتھ آئے دن کے جھگڑوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہم ان حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے اپنی فوج کو جدید بنائیں گے۔

○ بھارت کے سابق وزیرِ اعظم مسٹر راجیو گاندھی نے گذشتہ روز نئی دہلی میں اپنے قریباً دو ہزار حامیوں کے ساتھ ۱۲ گھنٹے کی علامتی بھوک ہڑتال کی کانگرس کے ایک ترجمان کے مطابق اس بھوک ہڑتال کا مقصد ملک میں فرقہ وارانہ کشیدگی کی طرف توجہ دلانا یکجہتی کا فروغ اور اشیائے صرف کی قیمتوں میں اضافے کے خلاف احتجاج کرنا تھا۔

پتہ

سرزمین قادیان کا اولین // **مشہور دواخانہ** رجسٹرڈ

۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت //

ہیڈ آفس گوجرانوالہ فون ۷۴۸۴۴ — ہیڈ آفس ربوہ فون ۹۰۶

ہیڈ آفس ملتان فون ۳۱۰۲۶ — ہیڈ آفس قلعہ کالروالا — ہیڈ آفس کراچی